www.emarsiya.com

حقیر ہے فقیر ہے مگر علی کا مدح گر — یہی تو ناز آمن ہے یہ دل کی ہے تونگری
غلام ذات مرتضیٰ جو آمن کو کہا گیا — بڑھے گا اس کا وقار اور کسی خطاب سے
عمل ہو صبر و شکر بھی یہی ہے مدعائے دیں — اعادہ اس کا حیدری عمل سے بار بار ہے
جو آمن ذات کا ہندو ہے اس کو حیرت کیا — اگر علی کو نصیری خدا سمجھتے ہیں

مرثیہ

حامل تجلیوں کا نہیں ہے مرا کلام — کیا میرا علم و فن ہے بھلا اور کیا کلام
کچھ شان اور رکھتا تھا اسلاف کا کلام — تاریخ میں مقام بلند ان کا لا کلام
اسلاف کا وہ حسن بیاں کیسے پاسکوں
دعویٰ ہی کیوں کروں جو نہ جوہر دکھا سکوں

اگلے جو اہل فن تھے، کمال ان کا لا زوال — میں ان کی ہمسری کروں میری یہ کیا مجال
وہ چست چست بندشیں لفظوں کا وہ جمال — اک بند ان کے پایہ کا لکھنا بھی ہے محال
میدان نظم کوئی نہ وہ چھوڑ کر گئے
مضمون وہ لکھے کہ قلم توڑ کر گئے

ان کا بجا تھا ناز کہ ہیں صاحب قلم — مضمون تازہ کرتے ہیں ہر نظم میں رقم
جوہر فصاحت اور بلاغت کے تھے بہم — زور بیاں جو ان میں تھا لائے، یہ کس میں دم
زور قلم سے اپنے وہ منظر دکھا گئے
ہندوستاں کے پھول عرب میں کھلا گئے

اس زور و شور سے کیا تلوار کا بیاں — پڑھتے ہی پڑھتے لب سے نکل جائے الاماں
ایک ایک وار میں ہوئے بے سر کئی جواں — ایسی چمک دکھائی وہ بجلی میں بھی کہاں
پہنچی کبھی زمیں پہ کبھی آسماں میں تھی
برش کی اس کی داد صف قدسیاں میں تھی

اس لطف سے بیاں کیے اوصاف اسپ تیز — جس کے مقابلے میں صبا کو بھی ہو گریز
سطح زمیں سے تا بہ فلک اس کی جست خیز — اس کا خرام ناز صبا جیسے مشک بیز

www.emarsiya.com

یکساں رسائی اس کی بلند اور پست میں
وہم و خیال سے بھی فزوں اپنی جست میں

گرمی کا ایسا ذکر کہ پڑھ کر لگ آئے پیاس
شدت وہ دھوپ کی جسے پڑھ کر ہوں گم حواس
ہو جل کے باسیوں کو بھی جل جانے کا ہراس
جھونکے وہ لو کے جن سے جہنم بھی ہو اداس
کیا ذہن کی رسائی ہے اور کیسی فکر ہے
یعنی نظر کی آبلہ پائی کا ذکر ہے

پہلے دکن میں لکھے گئے چند مرثیے
سودا نے چند بند سپرد قلم کیے
گو پیش بند میر نے بھی چند لکھ دیے
میداں مگر یہ وقف تھا اوروں ہی کے لیے
سب صاحب کمال اودھ کی زمیں کے تھے
یعنی دبیر ، انیس، تعشق یہیں کے تھے

پھر ان کی نسل میں ہوئے وہ صاحب کمال
تھا اپنی اپنی طرز میں ہر ایک بے مثال
اوج و نفیس دونوں کی شہرت ہے لازوال
تھی عشق کے کلام میں بھی ندرت خیال
عارف بھی اپنے علم کے جوہر دکھا گئے
مرجھاتے ہی نہیں وہ شگوفے کھلا گئے

تھے حضرت رشید بھی ایسے ہی اہل فن
اس سرزمین میں خوب کھلائے نئے چمن
وہ حضرت مودب و شاعر کا بانکپن
نانک بھی اپنے قسم کا اک صاحب سخن
کتنے ہی اور مرثیہ گو با ہنر ہوئے
جن کا کلام سن کے بہت دیدے تر ہوئے

موجودہ دور میں بھی ہیں واقف سے نکتہ رس
وہ پڑھتے جائیں رات بھر اور سنتے جاؤ بس
انداز وہ نصیب ہو بیکار یہ ہوس
ان کو عظیم کہنے میں کیا مجھ کو پیش و پس
وہ ارض لکھنؤ جو مری زاد بھوم ہے
اس میں خبیر اور مہذب کی دھوم ہے

پھر لکھ رہا ہوں کس لیے کیا باعث سخن
اس سے غرض نہیں کوئی اظہار علم و فن
ہے یوں کہ لکھنؤ میں ملے مصطفٰے حسن
بولے کہ لکھو کوئی رسالہ رفیق من
جس میں بیاں ہو وجہ شہادت حسین کی
کیوں اہل دل کے دل میں ہے الفت حسین کی

www.emarsiya.com

دل میں آ کے لکھنے جو بیٹھا میں ایک رات　　آیا یہ دل میں نظم میں لکھو وہ واقعات
ہوں سیدھے سادے لفظوں میں کچھ دل کے واردات　　نکلے زبان خامہ سے اشعار پانچ سات
تکمیل سلسلہ جو ہوئی پیش بزم ہے
پس منظر اس میں رزم کا ہے ذکر رزم ہے

تجنیس کا ہے لطف نہ ترسیل کا ہے لطف　　توجیہ کا ہے لطف نہ تاویل کا ہے لطف
تشبیہ کا ہے لطف نہ تمثیل کا ہے لطف　　لطف مبالغہ ہے نہ تخئیل کا ہے لطف
زور قلم نہ لطف بیاں کی ہی بات ہے
مداح اہل بیت ہوں اتنی سی بات ہے

اکثر غلط ہیں قافیے اپنی ہے یہ بساط　　محدود ہے بہت ہی تخیل کی کائنات
ہے ذہن تنگ ، ہیچ ہے حد تصورات　　ناں چند ایک بند میں کہہ دی دل کی بات
پہلو مگر یہ ایک ہے میرے کلام کا
ہے تذکرہ حسینؑ علیہ السلام کا

جو لوگ حق شناس ہیں جو لوگ حق نگر　　موضوع کو بناتے ہیں وہ مرکز نظر
نقاد کی نگاہ ہے طرز کلام پر　　ہر حسن ہے سخن میں سخن ہو جو با اثر
بد شکل ظرف میں بھی جو آب حیات ہو
اس کی کریں نہ قدر تو یہ کیسی بات ہو

بے مائگی کا اپنا مگر آ گیا خیال　　اہل سلف کے خوب نمایاں ہوئے کمال
میں ان کی ہمسری کروں میری یہ کیا مجال　　لکھتا ہوں لیکن اس لیے شاہ زمن کا حال
تبلیغ ہو زمانے میں اک نیک بات کی
پیدا ہو اپنے واسطے صورت نجات کی

پہلے زبان خامہ پہ ہے ذکر ذات حق　　جس کے رچے رچائے ہیں یہ چاردہ طبق
نور سحر ،سیاہی شب، سرخی شفق　　ہر برگ سبز جس کی ہے قدرت کا اک ورق
انساں کو راہ راست دکھانے کے واسطے
بھیجے رسولؐ جس نے زمانے کے واسطے

www.emarsiya.com

ذکر علی سے پاک پھر اپنی زباں کروں
اور پھر ثنائے احمد مرسل بیاں کروں
ذکر حسین سے مژہ کو خونچکاں کروں
ذکر حسن میں آنکھ سے آنسو رواں کروں
پھر اپنے نقص علم کا صاف اعتراف ہو
جس سے مرے کلام کی خامی معاف ہو

جب کذب اور گناہ سے ہوتا ہے پُر جہاں
ہر ایک دیں میں آتا ہے اس بات کا بیاں
خلاق دو جہاں تبھی ہوتا ہے مہرباں
جو نیک بندے ہوتے ہیں کہتے ہیں الاماں
دنیا میں بھیجتا ہے اک ایسے رسول کو
جو دے پیام امن جہان ملول کو

جب اک قبیلہ دوسرے کو کرتا تھا خفا
ملک عرب میں ایسا ہی نازک وہ دور تھا
کرتے تھے زندہ لڑکیوں کو دفن اشقیا
چھوٹی سے چھوٹی بات پہ ہوتا تھا معرکہ
اکثر دلوں میں کین و حسد تھا غرور تھا
مٹکوں میں تھی شراب دلوں میں فجور تھا

دور غرور و کبر رعونت کا دور تھا
وحشت کا دور تھا وہ جہالت کا دور تھا
اہل ثواب کو وہ مصیبت کا دور تھا
باہم عرب قبیلوں میں نفرت کا دور تھا
کچھ نیک بندوں نے جو کی اللہ سے دعا
آخر نبیؐ کا ملک عرب میں جنم ہوا

جو نیک تھے صفت میں وہ سب تر زباں ہوئے
طفلی میں ان کے جوہر ذاتی عیاں ہوئے
پہنچے جہاں بھی آپ کے سب مدح خواں ہوئے
اللہ کے کرم سے نبی جب جواں ہوئے
لیکن کچھ ایسے لوگ غلط جن کے طور تھے
ظاہر میں اور کچھ تھے، وہ باطن میں اور تھے

بیعت کی جس نے پہلے پہل وہ تھے مرتضیٰ
احمد کو جب خدا سے نبوت ہوئی عطا
لیکن تھے اس ہجوم میں ایسے بھی اشقیا
پھر تو متابعت کا بہت سلسلہ بڑھا
اسلام تھا زبان پہ اور کفر دل میں تھا
دل کیا خمیر کفر کا ہی آب و گل میں تھا

www.emarsiya.com

داخل ہوئے مدینے میں جب فخر کائنات　　تبلیغ دین پاک سے ٹوٹے توہمات
سننے لگے تمام قبیلے نبی کی بات　　سارے عرب میں ہوگئی مشہور ان کی ذات
ایران و مصر و روم میں بھی غلغلہ ہوا
یعنی ہر اک دیار میں چرچا بڑا ہوا

جب دین مصطفٰے کا فزوں ہوگیا وقار　　جھکنے لگے تھے مصر و عجم کے بھی تاجدار
اسلام میں شمول ہوا وجہ افتخار　　تب مسلموں میں ہونے لگے وہ بھی شمار
جن کو خدا سے کام نہ احمدؐ سے کام تھا
ہر ایک ان میں دولت و زر کا غلام تھا

احمدؐ کی ذات پاک کے ہمراہ ایسے فرد　　اس پر ذرا عجب نہ کرے کوئی نیک مرد
ہوتے ہیں راہ زن کسی منزل پہ رہ نورد　　چندن کو سانپ لپٹے ہیں یہ گرم ہیں وہ سرد
نیکوں میں آکے ملتے ہیں کچھ بدشعار بھی
ہے نور کچھ دلوں میں تو کچھ میں غبار بھی

خالق نے خیر وشر کو کیا ساتھ آشکار　　کچھ ہیں سلیقہ مند تو کچھ لوگ بدشعار
دلکش ہے صحن باغ مگر اس میں بھی ہیں خار　　زاہد کے آس پاس ہی بستے ہیں نابکار
بے سایہ تھے نبیؐ تو منافق سیاہ دل
وہ کلب دہر جن کے تھے مائل بہ جاہ دل

رحمت خدا کی تھی شہ لولاک کی نمود　　سوبار ہو سلام اسے سیکڑوں درود
مولٰی کی راہ میں کہاں فکر زیان و سود　　بحر سخا و بحر کرم بحر لطف و جود
ذات رسول پاکؐ سے جو بھی دغا کریں
مسلم نہیں وہ خود کو مسلماں کہا کریں

مسلم سمجھئے ہم کو یہ خواہاں تو ہم بھی ہیں　　اوروں کی طرح صاحب ایماں تو ہم بھی ہیں
ہاں قائل صداقت قرآں تو ہم بھی ہیں　　دین محمدی کے نگہباں تو ہم بھی ہیں
محدود تھے مگر یہ دعاوی زبان تک
ایماں کا تھا نہ ان کے دلوں میں نشان تک

www.emarsiya.com

مسلم ہوئے تھے یہ بہ تقاضائے مصلحت
اغراض دنیوی سے نبی کی متابعت
فردا کا تھا خیال نہ کچھ فکر عاقبت
دل میں تھا کفر اور تھی منظور عافیت
بزدل بھی آ گئے تھے دلیروں کے بھیس میں
تھے کچھ رنگے سیار بھی شیروں کے بھیس میں

کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو رجعت پسند تھے
کلمہ زباں پہ، لات و ہبل میں وہ بند تھے
وہ اپنی عافیت کے بڑے فکر مند تھے
اس مصلحت کے نعرے لبوں پر بلند تھے
ہاتھ آئے کچھ تو پیرو قرآں رہیں گے ہم
فاتح ہوئے نبی تو مسلماں رہیں گے ہم

ایسا ہی ہوتا آیا ہے تاریخ ہے گواہ
قوت جو کوئی دہر میں بڑھتی ہے بے پناہ
آتی نہیں نظر جنھیں بچنے کی کوئی راہ
ہو جاتے ہیں شریک لیے دل میں اشتباہ
جب امتحاں کا وقت ہو منہ موڑ جاتے ہیں
جن کے بنے مرید انھیں چھوڑ جاتے ہیں

ملت ہو کوئی دین ہو یا ہو کوئی سماج
کوئی نظام ہو کوئی تحریک کوئی راج
سب کو منافقوں سے بچانے کی احتیاج
ایسا یہ طبقہ ہے کہ نہیں جس کو کوئی لاج
دشمن ہو رو برو تو ہو اس کا مقابلہ
ہو مارِ آستیں تو بھلا کیا مقابلہ

موسیٰ کے ارد گرد بھی تھے کچھ سیاہ کار
عیسیٰ کے آس پاس بھی تھے چند بدشعار
تھے اقربا میں کرشن کے بھی کچھ گناہ گار
سکھوں کے پیشوا بھی ہوئے ایسوں سے دوچار
تاریخ نے بہت یہ مناظر دکھائے ہیں
اچھوں کے ساتھ ساتھ بُرے ہوتے آئے ہیں

جو مشکلیں رسولؐ کو آتی رہی تھیں پیش
ان میں اضافہ کرتے رہے تھے یہ جور کیش
نصرت رہی تو داد کے خواہاں رہے یہ بیش
القصہ ارد گرد نبی کے تھے نوش و نیش
حصہ بٹانے کے لیے وہ آگے آتے تھے
جب معرکہ ہو گرم تو وہ بھاگ جاتے تھے

www.emarsiya.com

ایسا ہوا نبیؐ کے زمانے میں بار بار　　اصحاب گرد و پیش ہوئے مائل فرار
مرنے کے خوف سے نہ رہے ہوش استوار　　ان کے عمل سے صاحب ایماں تھے شرمسار
دل پر اثر نہ کرسکا پیغام دین کا
دنیا کی آرزو تھی مگر نام دین کا

فرمایا تھا حسینؑ نے ایک نکتہ عظیم　　کرتے ہیں اس کی قدر جو ہیں زیرک وفہیم
ترجیح دیں جو دین پہ دنیا کو ہیں رحیم　　ہرگز نہ دیکھ پائیں گے وہ راہ مستقیم
بہر ہوا و حرص نقابیں ہیں دین کی
باتیں ہیں آسماں کی ہوس ہے زمین کی

دل میں کسی کے دولت دنیا کی چاہ ہے　　پیش نظر کسی کے فقط عز و جاہ ہے
سب پر عیاں یہ بات کہ لالچ گناہ ہے　　لیکن بڑی سہاونی دوزخ کی راہ ہے
جو خود کو جیت لیتے ہیں وہ خاص بندے ہیں
ورنہ ہر ایک کے لیے دنیا کے پھندے ہیں

مومن کو کیا غرض ہوس و حب جاہ سے　　دنیا کو دیکھتا ہے وہ دیں کی نگاہ سے
ملتی ہیں زر کی سرحدیں ہر اک گناہ سے　　دولت ہٹا ہی دیتی ہے اللہ کی راہ سے
کنگال ہو کوئی یہ مرا مدعا نہیں
لیکن ہوس کی راہ تو راہ خدا نہیں

ہر ایک جانتا ہے کہ مرنا ضرور ہے　　کیا جانے کس کی موت قریں کس کی دور ہے
اچھے برے کا یوں تو ہر اک میں شعور ہے　　پھر کیوں یہ حرص و کینہ و کبر و نفور ہے
انسان جانتے ہوئے انجان بن گیا
انجان بھی کچھ ایسا کہ شیطان بن گیا

خود کو فریب دینے کا یہ بھی ہے اک چلن　　کرکے گناہ پردۂ دیں میں وہ ہیں مگن
اللہ کا نام لے کے جو ہوتے ہیں نعرہ زن　　ان میں سے کتنوں ہی کے دلوں میں ہے ماؤمن
بے کیف ایسے لوگوں کی تلقین ہوتی ہے
اس مکر سے تو دین کی توہین ہوتی ہے

www.emarsiya.com

کچھ ایسے ایسے لوگ نبی کے بھی تھے قریں
یوں تو یہ بات سب کو نہیں آنے کی یقیں
اک ذات پاک اور قریب اس کے اہل کیں
تاریکیوں کا نور سے ہے واسطہ کہیں
مصرع ہے ایک سادہ سا اس کے جواب میں
اے امن پائے جاتے ہیں کانٹے گلاب میں

کوئی نظام دہر پہ ڈالے اگر نظر
دنیا میں ساتھ ساتھ ہی رہتے ہیں خیر و شر
ہیں نوش و نیش ساتھ یہ کہتے ہیں دیدہ ور
رہتے ہیں ناقصوں میں گھرے صاحب ہنر
اکثر کو انبیائے سلف نے کیا درست
جو بد گہر تھے رہ گئے آخر کو نا درست

اسلام میں کچھ ایسے منافق تھے بدخمیر
ایمان کے منانے میں آپ اپنی تھے نظیر
ظاہر میں اہل دیں تھے مگر کفر کے اسیر
فتنے ہزار دل میں چھپائے تھے وہ شریر
خیبر شکن کی ذات سے ان سب کو بیر تھا
یاں پنجتن کی ذات سے ان سب کو بیر تھا

ظاہر ہے یہ علی سے نبی کو تھا کتنا پیار
کہتے تھے باب علم انھیں باصد افتخار
مجھ سے علی علی سے میں کہتے تھے بار بار
خیبر کے واقعہ سے بڑھا اور بھی وقار
رتبہ بڑھا علی کا تو حاسد کھٹک گئے
کینہ تھا دل میں راہ خدا سے بھٹک گئے

تعریف ہو علی کی یہ مجھ میں کہاں ہے دم
میری زبان گنگ ہے ساکت مرا قلم
وہ ذات پاک جس کو کہیں زادۂ حرم
تاریخ جس کو کرتی ہے خیبر شکن رقم
اس مصرعہ ادیب میں پایا وفور نور
دیوار کعبہ شق ہوئی وقت ظہور نور

آغوش میں نبی کے ہوئی جس کی چشم وا
جس کو کہا رسول نے قرآن بولتا
نان شعیر جس کی تھی مرغوب تر غذا
پُر بیت مال، تن پہ تھا بوسیدہ پارچا
دوش نبی پہ جس کو میسر مقام ہو
کیوں کر نہ اس کو اہل جہاں کا سلام ہو

www.emarsiya.com

یوں تو جہاں میں گزرے ہیں لاکھوں ہی پہلواں　　تاریخ ہے سمیٹے ہوئے جن کی داستاں
عالم بھی ایسے ایسے ہوئے ہیں یہاں عیاں　　علم وادب کا جن کے ہوا معتقد جہاں
تھا ارتقائے علم و عمل ایک ذات میں
یہ بات تھی تو حیدر عالی صفات میں

کیوں کر نبی کی ذات کو پیارے نہ ہوں علی　　کہتے ہیں جن کو امت اسلام کا ولی
چال ان کے آگے کفر کی کوئی نہیں چلی　　مشکل جو پیش آئی وہ اس ذات سے ٹلی
جو ہیں دلیر کہتے ہیں شیر خدا انھیں
مشکل کے وقت کہتے ہیں مشکل کشا انھیں

حیدر نبی کے ساتھ تھے وقت حیات بھی　　بالیں پہ مصطفےٰ کے تھے وقت ممات بھی
بستر پہ مصطفےٰ کے گزاری تھی رات بھی　　اور دوش مصطفےٰ پہ تھا پائے ثبات بھی
حامی علی تھے دین کے ہر اک اصول کے
ہر حال میں شریک رہے تھے رسول کے

اکثر منافقین کو یہ سب تھا ناپسند　　وہ چاہتے تھے ذات علی کو ملے گزند
کیں سازشیں حیات نبی میں انھوں نے چند　　کھل کھیلے وہ رسول کی آنکھیں ہوئیں جو بند
ذات علی کھٹکتی تھی ان کی نگاہ میں
بوتے تھے کانٹے وہ اسد اللہ کی راہ میں

ذات علی کا صبر وتحمل خدا کی شان　　امت کی بہتری کے لیے وقف ان کی جان
عامل تھا واصبروا پہ وہ قرآں کا راز داں　　ظلم اور بد دعا پہ نہ کھولی کبھی زباں
یوں تو وہ کافروں سے بہت معرکے لڑے
یہ فکر تھی کہ پھوٹ نہ اسلام میں پڑے

آیا اک ایسا دور یہ کی سب نے التجا　　بار خلافت آپ سنبھالیں پئے خدا
بولا علی کہ اس کا میں خواہاں نہیں ذرا　　لیکن قبول کرلیا اصرار جب ہوا
کچھ فتنہ گر مکر پئے ایذا کھڑے ہوئے
اس خرقہ پوش کے لیے رخنے بڑے ہوئے

www.emarsiya.com

کیا سخت پانچ سال تھے تاریخ ہے گواہ سازش منافقوں کی وہ اللہ کی پناہ
نومسلموں کے گوشہ دل میں تھی حب جاہ وہ چاہتے تھے ہم بنیں امت کے بادشاہ
بوتے رہے وہ کانٹے رہ بوتراب میں
صبر علی تھا فتنہ و شر کے جواب میں

الزام وہ علیؑ پہ لگائے کہ الاماں ان کا جو ذکر آئے تو تھراتی ہے زباں
تھے مسلموں میں ایسے منافق بلائے جاں مقصود جن کا تھا ہوا اسلام کا زیاں
ایسا بھلایا دین نبی کے اصول کو
کر بیٹھے بدگمان وہ زوج رسول کو

فتنہ فرو وہ حیدر کرار نے کیا سامان صلح دین کے سردار نے کیا
دمساز مسلموں کو جو کفار نے کیا جو کام تھا زبان کا تلوار نے کیا
تعظیم اس فضا میں بھی کرتے رہے علی
تفہیم اس فضا میں بھی کرتے رہے علی

حیدر نے رکھی فکر بہت بیت مال کی ہر ایک محکمہ کی بہت دیکھ بھال کی
مسکینوں مفلسوں کی مدد بے مثال کی شرع محمدی ہمہ صورت بحال کی
لیکن جو جلنے والے تھے وہ جلتے ہی رہے
گمراہیوں کی راہ پہ وہ چلتے ہی رہے

آخر وہ دن بھی آیا کہ تھا جس کا ڈر شدید وقت نماز امام نحستیں ہوا شہید
اس واقعہ سے خوش تھا بہت کنبہ یزید ماتم تھا مومنوں میں تو تھی دشمنوں کی عید
حالات کہہ رہے تھے کہ اندیشہ اور ہے
مائل ستم پہ چرخ جفا پیشہ اور ہے

عہد رسول میں ہوئیں جتنی لڑائیاں انداز جارحانہ بھلا ان میں تھا کہاں
راہ رسول پر چلے حیدر بھی بے گماں اطوار اہل شام بیاں کیا کرے زباں
حرص و ہوا پہ مہر لگائی تھی دین کی
چاہا کہ ملکیت ملے ساری زمین کی

www.emarsiya.com

دورِ علی میں ہوگئی تھیں ٹولیاں یہ دو　　اک وہ جو دیں فروش تھے لیکن تھے کلمہ گو
اک وہ جو کہتے تھے کہ فدا دیں پہ جاں کرو　　اسلام اس طرف ہے کہ ہے اس طرف کہو
اس سمت دین حق کے فدائی ڈٹے ہوئے
اس سمت تھے منافق بد بیں چھٹے ہوئے

بعد علی وہ تفرقے اسلام میں پڑے　　جس سے کہ دین والوں کو نقصان ہوئے بڑے
ایسے اصول کفر کے اسلام میں گھڑے　　مسلم سے مسلم ارضِ عرب میں بہت لڑے
اعدائے دین حق کو بھی دعویٰ تھے دین کے
تاروں کی ریس کرتے تھے ذرے زمین کے

طاعت سے کام تھا نہ ریاضت سے کام تھا　　تھا کام زہد سے نہ عبادت سے کام تھا
نیکی سے کام تھا نہ سخاوت سے کام تھا　　بس کام تھا تو شوکت وحشمت سے کام تھا
جنگ و جدل کی رسم کو یوں عام کر دیا
اسلام کو حریصوں نے بد نام کر دیا

ابن معاویہ کے تھے ایسے ہی دوست دار　　مسلم برائے نام تھے باطن میں بد شعار
عقبیٰ پہ کچھ عقیدہ نہ تھا دل سے زینہار　　ہاں مصلحت یہ تھی کہ مسلمان ہو شمار
یوں تو ہزاروں لاکھوں مسلماں تھے نام کے
لیکن تھے خال خال مسلمان کام کے

اسلام ملک شام میں صورت بدل گیا　　دنیا کا وار دین کی قدروں پہ چل گیا
جب حکمران عیش کے سانچے میں ڈھل گیا　　حیرت نہیں پلید جو بیٹا نکل گیا
ہے ظلم اور جاہ کی سرحد ملی ہوئی
ہے عشرت و گناہ کی سرحد ملی ہوئی

ہر دور میں رہے ہیں کچھ ایسے بھی آدمی　　روشن تھی جن کی عقل، عمل کی رہی کمی
محدود صرف پلکوں میں تھی آنکھ کی نمی　　ایمان تھا مگر نہ تھی ایماں کی جڑ جمی
بگڑے اگر تو حاکم رے ہو کے کھوگئے
سنبھلے تو حر کی طرح وہ کچھ اور ہوگئے

www.emarsiya.com

فتنے نئے نئے جو اٹھے ارض شام سے
کب تھا گریز مسلموں کے قتل عام سے
شب بھر تو دل بہلتے تھے بنیاد جام سے
وقت سحر نکلتے تھے خنجر نیام سے
خنجر وہی جو حلق مسلماں پہ چلتے تھے
جو حق پرست تھے کف افسوس ملتے تھے

منظور تھا حسن کو یہی ہو نہ قتل عام
کرتے تھے اہتمام کہ ہو صلح کا قیام
جو جو اذیتیں انھیں دیتے تھے اہل شام
صد شکر کہہ کے آپ وہ سہتے رہے تمام
صلح حدیبیہ کی طرح صلح کی اک اور
غیروں کو بہر راست روی ڈھیل دی اک اور

لیکن مخالفوں سے تھا عہد حدیبیہ
اور یہ منافقوں سے پڑا تھا معاہدہ
فرماگئے ہیں ٹھیک یہ ارباب فلسفہ
مشکل بہت منافقوں سے ہے مقابلہ
فتنہ فرو کیا تو یہیں قہر ہوگیا
یہ صبر بھی حسن کے لیے زہر ہوگیا

کانٹا کھٹک رہا تھا دلوں میں کہ ہائے ہائے
باغ نبی کا گل کہیں مقبول ہو نہ جائے
سارے منافقوں کی بالآخر ہوئی یہ رائے
لو جان اس طرح سے کوئی جان بھی نہ پائے
وہ سم دیا جو دشمن جان حسن ہوا
سوئے جناں روانہ امام زمن ہوا

اب دشمنان دیں کی نظر تھی حسین پر
خواہاں جان خیر ہوئے تھے تمام شر
کیا بات تھی نہ جس کی تھی شبیر کو خبر
وہ صبر سے گزارتے تھے روز و شب مگر
جوں جوں وہ بات کہتے تھے دین مجید کی
تشویش اور بڑھتی تھی اس سے یزید کی

ایسے بھی لوگ تھے جنھیں شبیر تھے عزیز
یہ مانتے تھے دل سے کہ ایماں ہے کوئی چیز
کیا ہے ثواب کیا ہے عذاب اس کی تھی تمیز
انسانیت کا فرض وہ پہچانتے تھے نیز
پھر بھی وہ حفظ دیں کے لیے جاں نہ دے سکے
اس واسطے یزید سے ٹکر نہ لے سکے

www.emarsiya.com

شبیر کو یزید نے بھجوایا یہ پیام بیعت کرو یہ کہتا ہے فرمانروائے شام
واقف تھے شاہ دیں کہ ہے نیت عدو کی شام فرما دیا کہ بندہ نہیں دہر کا غلام
ترجیح دی نہیں کبھی دنیا کو دین پر
ہم ہیں وصیٔ دین محمد زمین پر

جب یہ سنا یزید نے چکر سا کھا گیا حق بات سن کے اور اسے طیش آ گیا
جب حضرت حسین کے منشاء کو پا گیا سمجھا کہ اپنا وار یہ خالی چلا گیا
داعی حق کے پاؤں عرب میں جو جم گئے
پھر تو عرب سے شام سے دونوں سے ہم گئے

مطلب یہ تھا کہ نام تو اسلام کا رہے دین نبی مگر نہ کسی کام کا رہے
مسجد میں روز شغل مئے وجام کا رہے سکہ عرب کے دین پہ بھی شام کا رہے
مئے پی کے جھوم جھوم نمازیں ادا کریں
جو ناروا ہے دین میں اس کو روا کریں

بیعت کریں حسین تو آسان ہو یہ کام تحریف ہم کریں گے لگا دیں گے ان کا نام
جن باتوں کو رسولؐ نے ٹھہرایا ہے حرام جاری کریں گے ان کے لیے اپنا اذن عام
اور ساتھ ہی کہیں گے مسلمان ہم بھی ہیں
اسلام کے نمونے کے انسان ہم بھی ہیں

سازش ہوئی حسین کو کوفہ بلائیے ہم صلح چاہتے ہیں انھیں یہ بتائیے
دل میں جو مکر و فن ہے اسے آزمائیے آل نبی ہو ختم تو خوشیاں منائیے
کوفہ میں ابن حیدر کرار قتل ہو
حائل ہے راہ میں یہی دیندار قتل ہو

پھر بحث کچھ نہ ہو گی حلال و حرام پر جو چاہنا وہ کرنا محمد کے نام پر
کوئی نہ معترض رہے مینا و جام پر ظاہر نہ ہو یہ مکر کا پہلو عوام پر
جب تک حسین زندہ ہیں یہ سب محال ہے
قتل حسین اس لیے پہلا سوال ہے

www.emarsiya.com

یہ سوچنا یزید کا از روئے نفسیات
فرمایئے جو غور تو ہے قدرتی یہ بات
ہر چند ہے علاحدہ ہر اک بشر کی ذات
اجداد سے ضرور کچھ آجاتے ہیں صفات
مستی میں جو گزارے زمانہ شباب کا
کیا اس کے دل میں دغدغہ روز حساب کا

سچ بات یہ حسین نے فرمائی لا کلام
اہل جہاں کے واسطے جس میں ہے اک پیام
لازم ہے یہ کہ دل پہ کریں نقش خاص و عام
ایک ایک لفظ اس کا ہے اک معرفت کا جام
کیسا حسین ابن علی کا بیان ہے
فرمودۂ حسین میں قرآں کی شان ہے

فرمایا بیش تر سگ دنیا ہیں آدمی
کرتے ہیں گو وہ دین کے دعویٰ کبھی کبھی
لیکن جو امتحان کی آئے کبھی گھڑی
اک وقت چھوڑ دیتے ہیں الفت وہ دین کی
ترجیح دینے لگتے ہیں دنیا کو دین پر
یہ دیکھتے ہیں ملتا ہے کیا کیا زمین پر

فرمانروائے رے کی ہے ایسی ہی اک مثال
دنیا جسے عزیز تھی عقبیٰ کا بھی خیال
قائل تھا اس کا دل کہ ہیں شبیر خوشخصال
خوف یزید تھا کہ نہ چھن جائے ملک و مال
ایمان ہاتھ سے دیا دنیا کے واسطے
خود کو ذلیل کرلیا دنیا کے واسطے

تھا بے قرار رات سے دل میں یہ تھا بچار
ذات حسین ذات نبی کی ہے یادگار
مسلم کو ان کا قتل روا ہے نہ زینہار
لیکن اسی کے ساتھ خیال آیا بار بار
شبیر کا جو ساتھ دیا جان جائے گی
جنت تو کس نے دیکھی ہے کب ہاتھ آئے گی

ایمان غیب ہی تو عبادت کی جان ہے
ایمان غیب ہی سے تو ایماں کی شان ہے
ایماں کے حاملوں کا یہی امتحان ہے
سب کچھ ہے اس یقیں میں اک اور جہان ہے
آخر سحر کو غلبہ جو شیطان کا ہوا
کچھ ٹمٹما کے گل دیا ایمان کا ہوا

www.emarsiya.com

شبیر جانتے تھے سبھی دشمنوں کی گھات — پوشیدہ ان سے رہتی تھی دنیا کی کون بات
ان کی نظر میں رہتا تھا سب راز کائنات — روز ازل سے وقف شہادت تھی ان کی ذات
کوفے کی سمت چل دیے سب جانتے ہوئے
اسلام زندہ رکھنا ہے یہ مانتے ہوئے

پہلے تھا حج کا قصد مگر آیا یہ خیال — ایسا نہ ہو کہ چھیڑیں لڑائی یہ بدخصال
نزد حرم بپا ہوا گر باہمی جدال — حکم نبی کی بے ادبی ہوگی یہ کمال
ابن علی کی قوم کی حرمت پہ تھی نظر
اور فخر انبیا کی ہدایت پہ تھی نظر

چلتے برائے جنگ جو شبیر نامدار — ظاہر ہے یہ کہ ساتھ میں ہوتے کئی ہزار
مقصود تھا کہ دین پہ ہوجائیں ہم نثار — اہل حرم کو ساتھ لیے فخر روزگار
کوفہ کی سمت بہر شہادت رواں ہوئے
احمد کا باغ سینچنے حضرت رواں ہوئے

القصہ سوئے کوفہ جو یہ قافلہ چلا — اس کی صفت زبان قلم سے ہو کیا بھلا
پیارے نبی کے جاتے ہیں اب سوئے کربلا — ہے خنجر عدو کے لیے وقف یہ گلا
آں حج کعبہ بودہ و ایں حج اکبر است
آں حج فریضہ بودہ و ایں حج اکبر است

آیا تھا حر جو راہ میں کرنے مقابلہ — دیکھا سفر میں آل محمد کا قافلہ
شبیر نے دیا تھا عداوت کا یہ صلہ — پانی تمام لشکر حر کو پلا دیا
ایماں کی رہ کو حر سے مشکک نے پالیا
احسان نے حضور کے اس کو بچا لیا

ہے اک سوال دل میں جو اٹھتا ہے بار بار — حر اور یزید دونوں ہی کا تھا غلط شعار
حر راہ حق پہ آ ہی گیا ہو کے کامگار — لیکن یزید اول و آخر تھا نابکار
کیوں راہ حق پہ مثل حر آیا نہیں یزید
ایمان کیوں حسین پہ لایا نہیں یزید

www.emarsiya.com

اس کا سبب بتاتے ہیں یہ عالمان دیں ایمان دب گیا ہو گنہ سے جہاں کہیں
ڈھل جاتے ہیں گناہ تو کھل جاتا ہے یقیں لیکن علاج کیا ہو اگر قلب ہو لعیں
ہوں کیا درست وہ ہے جہاں کفر خون میں
عیسیٰ سے بھی کمی نہ ہو ان کے جنون میں

جب قافلہ حسین کا آیا سر فرات پہرے لگائے نہر پہ دیکھے کمینہ ذات
مقصد یہ تھا کہ تنگ کریں عرصہ حیات مجبور ہوں حسین تو مانیں گے ان کی بات
شبیر پہ نہ غلبہ دنیائے دوں ہوا
پیاسے رہے تو شوق شہادت فزوں ہوا

مقتل کی سرزمین پہ پہنچے جو شاہ دیں خیمے وہیں گڑے کہ یہ منزل تھی آخریں
ان کوفیوں میں رسم وفا نام کو نہیں تھی معرکے کی ماہ محرم کی ساتویں
اپنا کوئی نہیں ہے یہاں ہے جو غیر ہے
مسلم ہیں اور آل محمد سے بیر ہے

یہ بھی دیا حسین نے اغیار کو پیام مانا کہ بیر ہے نہ کرو تیغ بے نیام
راہیں جو کھول دو تو اکھڑ جائیں سب خیام چھوڑیں عرب کو جا کے کریں ہند میں قیام
اے سرزمین گنگ و جمن وجہ ناز ہے
تیری طرف رخ شہ گیتی نواز ہے

ہر قسم کے ہیں پھول ہر اک قسم کے ہیں پھل ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں میٹھا ہے تیرا جل
صحرا کہیں ہے دشت کہیں ہے کہیں جبل فصل خزاں بھی ہو تو بہاریں یہاں اٹل
مشہور اک زمانے سے ہے رام کی زمیں
یہ رام کی زمین ہے آرام کی زمیں

ہیں صبح و شام باغ میں چڑیوں کے چہچے ایسی ہے مشک بیز صبا کوئی کیا کہے
کلیوں کی مسکراہٹیں پھولوں کے قہقہے موزوں تھا یہ رسول کا پیارا یہاں رہے
انکار اس سے کر دیا لیکن یزید نے
ہند آنے کی بھی راہ نہ دی اس پلید نے

www.emarsiya.com

دو دن گزارے پیاس میں آئی نویں کی رات ہمراہیوں سے بولے حسین نبی صفات
پیش آئیں گے کبھی کو شہادت کے واقعات جائیں جنھیں عزیز ہو یہ دنیوی حیات
گل کرکے شمع خیمے کی یہ بولے شاہ دیں
رہ جائیں وہ یہاں جنھیں پیاری ہے راہ دیں

بولے یہ جاں نثار حسین فلک مقام ہم کو عزیز دین ہے جاں سے نہیں ہے کام
آقا ہیں آپ ہم ہیں سبھی آپ کے غلام رن میں کریں گے نوش شہادت کا ہم بھی جام
جو آپ پر فدا ہو بڑا ارجمند ہے
قدموں پہ آپ کے ہمیں مرنا پسند ہے

آئی سحر پیام قیامت لیے ہوئے گرمی روز حشر کی شدت لیے ہوئے
آل نبی کی محبت لیے ہوئے جن کی تھی جنگ شان ریاضت لیے ہوئے
ایک ایک کرکے جان وہ دیتے چلے گئے
اپنا مقام خلد میں لیتے چلے گئے

قاسم ابھی بلوغ کی حد تک نہ آئے تھے جوہر کبھی نہ رزم میں اب تک دکھائے تھے
اب تک کبھی نہ تیغ و تبر آزمائے تھے ان کو حسین لڑنے کی خاطر نہ لائے تھے
دل میں تھا ان کے شوق شہادت مگر بہت
بالغ نہ تھے مگر تھا بلوغ نظر بہت

شہ نے کہا کہ تم تو ابھی تک جواں نہیں ریش و بروت کے ابھی رخ پر نشاں نہیں
رن میں کبھی بھی تم نے چڑھائی کماں نہیں ہم تم کو جنگ کے لیے لائے یہاں نہیں
یہ دن کہاں مصائب و غم جھیلنے کے ہیں
نو عمر ہو ابھی تو یہ دن کھیلنے کے ہیں

قاسم کے دل پہ صدمہ ہوا جب سنی یہ بات حسرت سے اور رنج سے ملنے لگے وہ ہات
کیا کہہ رہے تھے صبح کو شہ کیا کہا تھا رات کیا کرتے اور طرح عیاں دل کے وارادت
تکیے سے منہ چھپالیا اتنے نڈھال تھے
رن میں شہید ہونے کے شائق کمال تھے

www.emarsiya.com

آخر دکھایا شہ کو جو تعویذ تھا بندھا
تعویذ کھول کر شہ ذی جاہ نے پڑھا
مضمون تھا یہ طرز وصیت لکھا ہوا
اب رن میں بھیجنے میں تامل نہیں رہا
جو تین روز پہلے تھے دولھا کے روپ میں
سالار بن کے نکلے ہیں گرمی کے دھوپ میں

قاسم وہ آئے دیکھتے میدان جنگ میں
اپنا لہو ملانے کو مہندی کے رنگ میں
یہ کم نہیں کسی سے بھی اپنی امنگ میں
ہیں سو پیام موت کے ان کے خدنگ میں
کم سن تھے پھر بھی رن میں وہ جوہر دکھا گئے
دشمن کی ساری فوج کے چھکے چھڑا گئے

اک صاحب جمال دکھاتا ہے اب کمال
اک ہاتھ میں ہے تیغ تو اک ہاتھ میں ہے ڈھال
آجاؤ سامنے صف اعدا سے ہے سوال
آنکھوں میں طرفہ نور ہے چہرے پہ ہے جلال
کس بانکپن سے جنگ کے میداں میں آئے ہیں
سکتہ ہے دشمنوں کو وہ جوہر دکھائے ہیں

قاسم ہکارے رن میں جو اک بار یا علی
فوج عدو میں مچ گئی اک دم سے کھلبلی
قاسم کی تیغ رن میں کچھ اس انداز سے چلی
ایک ایک کر کے دال نہ اعدا کی جب گلی
آخر میں نرغہ سب نے کیا مل کے ایک بار
قاسم شہید ہوگئے کرتے ہی کرتے وار

شادی و غم قریب ہیں کس درجہ یا اللہ
کچھ اور حال شام ہے کچھ اور صبح گاہ
ایسا یہ سلسلہ ہے کہ ملتی نہیں ہے تھاہ
دولھا جو تھا وہ خوں میں نہایا ہے آہ آہ
منظر یہ دل خراش ہے میدان جنگ میں
مہندی کا رنگ مل گیا ہے خون کے رنگ میں

یہ واقعہ ہے روز جسے دیکھتے ہیں ہم
ہر ایک چاہتا ہے یہاں جاہ اور حشم
ہر دل میں ہے یہ چاہ زیادہ ہو یا ہو کم
عہدوں پر اور وقار پہ دیتے ہیں اپنا دم
ہر دل میں ہے یہ شوق کہ عشرت سے ہم رہیں
اوروں پہ کچھ بھی بیتے مسرت سے ہم رہیں

www.emarsiya.com

میدان کربلا میں مگر اور ہی ہے رنگ ہمراہیاں ابن علی کے ہیں اور ڈھنگ
ہر ایک دل میں شوق یہی ہے میان جنگ ہم عرصہ حیات کریں دشمنوں پہ تنگ
حالات کربلا میں اک ایسا سبق بھی ہے
ہمت کے ساتھ جس میں ادب کا سبق بھی ہے

اکبر کے دل میں ولولے پیدا تھے بے شمار بولے حسین سے کہ اگر ہو نہ ناگوار
اک بات دل میں ہے اسے کرتا ہوں آشکار امید ہے قبول کریں آپ نامدار
مرنے کو ہم سب آئے ہیں آقا کے ساتھ میں
ہے التجا کہ دیجیے علم میرے ہاتھ میں

بولے حسین حفظ مراتب ہے لازمی اکبر ہمیں یہ حق تو پہنچتا نہیں ابھی
عباس نامدار جو ہیں جنگ کے دھنی تم سے بڑے ہیں لے کے چلیں گے علم وہی
ہے جس طرح سلیقہ مراتب کا بزم میں
یوں ہی لحاظ چھوٹے بڑے کا ہے رزم میں

اکبر یہ بولے آپ کا فرمانا ہے بجا مجھ کو معاف کیجیے سرزد ہوئی خطا
مجھ سے بڑے ہیں رتبہ سوا رکھتے ہیں چچا جب میرا وقت آئے گا جوہر دکھاؤں گا
باغ جناں میں ہم سے وہ پہلے ہی جائیں گے
اکبر بھی آرہا ہے نبی کو بتائیں گے

عباس نامدار جو پہنچے سر فرات دم دشمنوں کے رک گئے دکھلائے ایسے ہات
ہاتھوں میں مشک دیکھ کے اعدا نے کی یہ گھات برسائے اتنے تیر کہ چھلنی ہوئی وہ گات
بازو کٹے تو دانتوں سے مشکیزہ تھام کے
جانے لگے قریں شہ عالی مقام کے

اتنے میں تیر اور چلے جب کئی ہزار پھر نکلی سر سے سینے سے، شانے سے خوں کی دھار
بے ہوش ہو کے گر گئے عباس نامدار آئے حسین دیکھا یہ بھائی کا حال زار
عباس ان کو دیکھ کے باہوش ہوگئے
اور پھر سدا کے واسطے خاموش ہوگئے

www.emarsiya.com

اکبر علم سنبھال کے میدان میں جو آئے
دشمن بھی داد دینے لگے ہاتھ وہ دکھائے
ہے کتنی فوج سامنے خاطر میں کچھ نہ لائے
کر کے ہلاک سیکڑوں کو چل دیے وہ ہائے
دیکھا حسین نے کہ وہ میرا پسر گرا
قابو میں کیسے دل رہے لختِ جگر گرا

اصغر کو لے کے گود میں آئے جو شاہِ دیں
پوچھا یہ ظالموں سے تمھیں کیوں ہے بغض و کیں
پیاسا تو شیر خوار کو رکھتے نہیں کہیں
مسلم بنے ہو رحم و کرم پر نہیں یقیں
جذبہ خلافِ آلِ نبی بے حساب تھا
اصغر پہ تیر چل گئے یہ اک جواب تھا

خیمے میں تھا یہ شور کہ اکبر کہاں گیا
ننھا سا پھول میرا وہ اصغر کہاں گیا
عباس سادہ مرد دلاور کہاں گیا
نوشاہ بن کے زادۂ شبر کہاں گیا
بہنوں سے بھائی ماؤں سے بیٹے بچھڑ گئے
کتنی سہاگنوں کے بھرے گھر اجڑ گئے

آئے حسین جب سرِ میدانِ کارزار
فرمایا میں ہوں دینِ محمد کا پاس دار
سب کچھ کیا حفاظتِ دیں کے لیے نثار
اب خود بھی حق کی راہ میں ہوتا ہوں جاں سپار
بھائی بھتیجے بیٹے گئے اس جہان سے
میں بھی گزر رہا ہوں اسی امتحان سے

سینہ فگارِ غم سے تھا اور تین دن کی پیاس
انجام سب نظر میں تھا جینے سے دل اداس
اس حال میں بھی شرع کے احکام کا تھا پاس
گھوڑے پہ چڑھ کے آگئے میداں میں بے ہراس
گو جسم ناتوان تھا قوت کچھ اور تھی
حیدر سے جو ملی تھی وہ طاقت کچھ اور تھی

حیدر کی یادگار تھی ہاتھوں میں ذوالفقار
صف کی صفائی کرنے لگا ایک ایک وار
آئی صدا یہ غیب سے اے فخرِ روزگار
جوہر دکھائے آپ نے میداں میں بے شمار
ایفائے عہدِ شافعِ امت کا وقت ہے
تلوار چھوڑیے کہ شہادت کا وقت ہے

سجدے میں تھے حسین تو گھر آئے سب شریر
خنجر چلایا شمر نے آخر تھا بد خمیر

www.emarsiya.com

سجدہ تھا یہ کہ آپ کی تھی منزل اخیر — دنیا سے آخر اٹھ گئے امت کے دستگیر
خیموں میں یہ صدا تھی کہ مولا کدھر گئے
ہے ہے کہاں رسولؐ کے لختِ جگر گئے

زینب پکاریں، اے مرے بھائی کہاں ہو تم — بولی سکینہ کیوں مرے بابا نہاں ہو تم
فضہ یہ بولیں ''ہم کو بلا لو جہاں ہو تم؟ — عابد یہ بولے'' خلد میں شاہ شہاں ہو تم''
تم چل دیے کہاں ہمیں اس طرح چھوڑ کے
جاتا ہے کوئی کنبے سے یوں منہ کو موڑ کے

اتنے پہ دشمنوں کو نہ آیا مگر قرار — خیمے جلائے بڑھ کے دلوں میں جو تھا غبار
درے لگائے پشت پہ زینب کے بے شمار — اس ظلم کی مثال ملے گی نہ زینہار
یہ حال خاندان شہ بوتراب ہے
منظر بیان کرسکے یہ کس کی تاب ہے

میدان میں یہ حال تھا لاشیں تھیں منتشر — بازو کٹے کسی کے، کسی کا کٹا تھا سر
قرآن کے ورق تھے یہ بکھرے ادھر ادھر — ہر قوم کے بشر کی ہے اس غم میں آنکھ تر
لاشوں کی یوں ضرورت دفن و کفن گئی
کانپی زمین، دھول اڑی قبر بن گئی

اے شاہ دیں مجھے بھی عطا کر اک ایسا دل — غم دیکھ کر جو اوروں کے ہو جائے مضمحل
درد رفاہ عام رہے دل میں مستقل — مولا بہت ہوں اپنے گناہوں پہ منفعل
انسانیت کے جذبے کو دل میں ابھار دے
مداح اہل بیت ہوں بگڑی سنوار دے

○○○